مسلم دنیا اور جدید سیاسی پناہ گزینی کا قانون، ایک مطالعہ

Muslim world and modern political asylum law, a study

زاہد فاروق*   ڈاکٹر شاہدہ پروین **

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023

DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v5i1.349

Received: February 26 ,2022
Accepted: June 15, 2022
Published: June 30,2022

Abstract

If someone in your country is persecuting you because your religion, creed, political group, race or nation is disliked by another group If someone in your country is following you because your religion, creed, political group, race or nation is something that any other group dislikes. Or you may have political asylum if you have ideas that could lead to persecution. The whole world especially Muslims are facing now a huge conflict and forced migrants due to their government policies. The conflict between government policies and nationals are being grow day by day. Therefore, Asylum and "refuge-seeking" are two important themes in International and Islamic history and Law. Often, Islamic theory and teachings relating to refugees and forced displacement are known as Hijrat/Migration law. It is quite different from modern refugee law. It arguably gives more protection to asylum-seekers and refugees (mustaminun). However, Hijrat law is rarely referred to or invoked today. If they were taken into consideration, it could contribute greatly to the protection of the forcibly displaced. It might also reduce the numerous problems refugees all over the globe are facing. This paper discusses the basic laws and configuration of migrants and their political asylum and rules of different Muslims.

Key Words: Migration, asylum, political, amnesty, National policies, religious hatred.

انسانی زندگی کا ایک اہم حصہ اس کی سماجی اور سیاسی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ ہر انسان کے اپنے سیاسی نظریات ہوتے ہیں جنہیں وہ پسند کرتا ہے یا دیگر نظریات کے مقابلے میں نسبتاً درست سمجھتے ہوئے ترجیح دیتا ہے۔

* پی۔ایچ۔ڈی سکالر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور، پاکستان۔
** ڈائریکٹر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور، پاکستان۔

بسا اوقات سیاسی نظریات، حکومت سے دشمنی یا کسی اور الزام کے سبب انسان کی یا انسان اور اس کے خاندان کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اس صورتحال سے نمٹنے کے کے لئے وہ پناہ کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ یہ پناہ علاقائی بھی ہو سکتی ہے اور سیاسی پناہ بھی ہو سکتی ہے۔

عمومی طور پر کسی ملک یا علاقے میں پناہ حاصل کرنے کے درج ذیل اسباب زیادہ اہم ہیں:

رنگ، مذہب، قومیت، کسی خاص سماجی گروہ میں رکنیت۔ سیاسی رائے۔

سیاسی اور مذہبی اختلاف اپنی جگہ لیکن اس کی بنیاد پر کسی کی آزادی کو سلب کر لینا، اسے پابندِ سلاسل کر دینا یا اسے جان کی دھمکی دینا یا اسے حاصل بنیادی انسانی حقوق اور مذہب کی جانب سے عطا کردہ حقوق کو بزور بازو ختم کر دینا درست نہیں ہے۔

ایسی صورت حال میں متاثرہ فریق اپنا ملک چھوڑ کر دوسرے ملک جانے کو ترجیح دیتا ہے جہاں اسے جان، مال، عزت اور آبرو کے تحفظ کی ضمانت حاصل ہو۔ اسی لئے سیاسی بنیادوں پر کچھ لوگ دوسرے ممالک میں سیاسی پناہ کی درخواست دیتے ہیں۔

پناہ ایک لاطینی لفظ ہے اور یونانی لفظ اسیلیا (Asylia) سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے ناقابل تسخیر جگہ۔[1]

عام زبان میں پناہ کی اصطلاح کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ کسی فرد کو اس کی آبائی ریاست سے تحفظ اور استثنیٰ دینا یا کسی اور ملک سے تحفظ فراہم کرنا۔ عام طور پر پناہ کی اصطلاح کو مہاجر کی اصطلاح کے ساتھ مترادف کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ دونوں کے طریقہ کار کے درمیان فرق ہے۔ جہاں ایک شخص جو اب بھی بیرون ملک مقیم ہے جب وہاں پہنچنے کے بعد سرپرستی دی جائے تو اسے پناہ گزین کا خطاب دیا جاتا ہے۔ پناہ کا طالب شخص وہاں پہنچنے کے بعد کسی قوم سے تحفظ مانگتا ہے اور اسی وجہ سے اسے پناہ گزین یا پناہ کا طالب کہا جاتا ہے۔[2] سیاسی پناہ کا تصور اس بنیاد پر استوار ہے کہ فیصلہ سازی کے حامل افراد کے غلط فیصلوں کو چیلنج کرنا اور اس کے لئے دوسرں کے فیصلوں یا طاقت کے تحت داخل ہو جانا۔ پناہ کی بنیادی طور پر دو شکلیں ہیں:

علاقائی پناہ: Territorial Asylum

یہ علاقائی حدود میں دی جانے والی پناہ کا نام ہے جس میں ایک ریاست علاقائی اعتبار سے متاثرہ فرد کو پناہ فراہم کرتی ہے۔ ہر خود مختار ریاست کو اپنی سرزمین پر دائرہ اختیار رکھنے اور اسے برقرار رکھنے کا حق حاصل ہے، اس لیے کسی کو حوالگی یا پناہ دینے کا فیصلہ مکمل طور پر اس کی صوابدید پر ہے۔[3]

اس طرح ایک ریاست اپنے تمام رعایا اور غیر ملکیوں پر علاقائی حاکمیت رکھتی ہے۔

پناہ کا یہ فارم بنیادی طور پر ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جن پر اپنے ملک میں غداری، غداری اور جاسوسی جیسے سیاسی جرائم کا الزام لگایا گیا ہو۔علاقائی پناہ بنیادی طور پر خود مختار کے قومی قانون پر مبنی ہے۔[4]

غیر علاقائی پناہ:Extra-territorial Asylum

پناہ کی یہ شکل عام طور پر کسی ریاست کو اس کے ریاستی علاقے سے باہر اور عام طور پر ان جگہوں پر دی جاتی ہے جو اس کے جسمانی علاقے کا حصہ نہیں ہیں۔

ایسی صورت میں، غیر ملکی ریاست میں قائم اپنے سفارت خانے میں پناہ فراہم کرنے والی ریاست کو سفارتی پناہ کہا جاتا ہے۔[5]

جنگی جہازوں میں پناہ دینے والوں کو پناہ بھی دی جا سکتی ہے کیونکہ وہ غیر ملکی ریاست کے دائرہ اختیار سے مستثنیٰ ہیں جس کے پانی میں یہ کام کر رہا ہے۔اس طرح کے جنگی جہاز پرچم ریاست کی سرپرستی میں ہیں۔[6]

یہی معاملہ تاجروں کے جہازوں کا بھی نہیں ہے کیونکہ وہ بین الاقوامی قانون کی دفعات سے محفوظ نہیں ہیں۔

لہٰذا، غیر علاقائی پناہ بین الاقوامی قانون کنونشنوں کے فریم ورک پر مبنی ہے۔[7]

پناہ کے پیچھے عصری استدلال یا استدلال کو Rationae Materiae (موضوع پر دائرہ اختیار) اور Rationae Personae (کسی شخص پر دائرہ اختیار) کے ذریعے سمجھنا ضروری ہے۔

ایک خود مختار ریاست کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی سرزمین پر کسی دوسرے خود مختار کی مداخلت یا مداخلت کو خارج کرے۔

پناہ کی لغوی واصطلاحی تعریف

پناہ ایک اصطلاح ہے جو روز مرہ کی زبان میں استعمال کی جاتی ہے لیکن اس کے استعمال کی تعدد کے باوجود تصور کے مندرجات کے بارے میں وضاحت کی کمی ہے۔ لفظ "پناہ" یونانی زبان کے لفظ "ایسائلون" کی لاطینی شکل ہے، جس کا انگریزی میں ترجمہ کیا گیا ہے جس کا لفظی مطلب "قبضے سے آزادی" ہے۔[8]

اس کی اولین اور بنیادی سطح یہ ہے کہ پناہ ایک جگہ میں ہر فرد کے لئے تحفظ فراہم کرنے کا نام ہے جو اس کی تلاش میں ہے۔[9]

(أَمن)أمنا وأمانا وأَمَانَة وَأمنا وإمنا وأمنة اطْمَأَن وَلم يخف فَهُوَ آمن وَأمن وَأمين يُقَال لَكَ الْأَمان أَي قد آمنتك والبلد اطْمَأَن فِيهِ أَهله وَالشَّر وَمِنْه سلم وَفُلَانًا على كَذَا وثق بِهِ وَاطْمَأَنَّ إِلَيْه[10]

یعنی امن کا معنی ہے سلامتی، محفوظ، حفاظت،اسے یقین دلایا گیا اور وہ خوفزدہ نہ ہوا، کیونکہ وہ محفوظ اور قابل اعتماد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ محفوظ ہیں، یعنی میں نے آپ پر یقین کیا ہے، اور ملک کے لوگوں اور برائیوں کی

طرف سے حفاظت کا یقین دلایا جاتا ہے، اور اسی سے امن ہے کہ فلاں قابل اعتماد ہے اور اس پر بھروسہ کریں۔

اسی طرح عربی زبان میں پناہ طلب کرنے والے کو مستامن کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ علامہ زبیدی نے لکھا ہے:

واسْتَأْمَنَه: طَلَبَ مِنْهُ الأَمانَ؛ [11]

لغت کے مطابق

(استأمن) إِلَيْهِ استجاره وَطلب حمايته وَيُقَال استأمن الْحَرْبِيّ استجار وَدخل دَار الْإِسْلَام مستأمنا وَفُلَانًا طلب مِنْهُ الْأمان وائتمنه[12]

(اس سے) اس کی حفاظت کے لیے کہا اور اس کی حفاظت کے لیے کہا، اور کہا جاتا ہے کہ الحربی نے اس سے پناہ مانگی، اور وہ اسلام کے گھر میں بطور امانت داخل ہوا، اور فلاں نے اس سے حفاظت کا مطالبہ کیا اور اسے سونپا۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

قالَ أَبو زِيادٍ :أَنْتَ فِي آمن من ذلكَ أَي فِي أَمانٍ. ضد الخوفْ- وقالَ المَناوِي :عدمُ تَوَقُّعِ مَكْروهٍ فِي الزَّمنِ الْآتِي، وأَصْلُه طمأْنِينَةُ النَّفْسِ وزَوالُ الخَوْفِ- 13

ابو زیاد نے کہا: آپ اس سے محفوظ ہیں، یعنی آپ پناہ میں ہیں۔ یہ خوف کی ضد ہے۔ المناوی نے کہا: آنے والے وقت میں کسی بری چیز کی توقع نہ کرنا، اور اس کی اصل روح کا سکون اور خوف کا خاتمہ ہے۔ (یہ امان کا معنی ہے)

جدید عربی میں اسے "اللجوء" کہتے ہیں۔

لفظ لجوء یا ملجا (پناہ) کے بہت سے عربی مترادفات ہیں جو درج ذیل ہیں: حصن، گڑھ، پناہ، گھر، مسکن وغیرہ، جیسے: ہسن؛ ملاز؛ ملاذ؛ وزر؛ کہف؛ مقسد؛ متحد، معتصم، منجیٰ اور کناف۔ [14]

بین الاقوامی قانون کے مطابق

Asylum, in international law, the protection granted by a state to a foreign citizen against his own state. The person for whom asylum is established has no legal right to demand it, and the sheltering state has no obligation to grant it.[15]

پناہ، بین الاقوامی قانون میں، ریاست کے ذریعہ غیر ملکی شہری کو اس کی اپنی ریاست کے خلاف تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ جس شخص کے لئے سیاسی پناہ قائم کی گئی ہے اس کا مطالبہ کرنے کا کوئی قانونی حق نہیں ہے، اور پناہ دینے والی ریاست اس کی اجازت دینے کی کوئی ذمہ داری نہیں رکھتی ہے۔

ایک پناہ گزین کو ایک کمزور شخص سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ وہ خود مدد کا محتاج ہوتا ہے۔[16] جبکہ مہاجر وہ ہوتا ہے جو انفرادی بنیادوں پر، اگر وہ اکیلے یا اپنے خاندان کے ساتھ مل کر کسی ایسے ملک سے فرار ہو جاتا ہے جہاں اسے پناہ کے ملک میں ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑتا ہے؛ یا سیاسی، مذہبی یا فوجی حالات کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر خروج کے حصے کے طور پر، جہاں وہ ظلم و ستم کا شکار ہو سکتا ہے۔

سیاسی پناہ کا مفہوم و معنی

سیاسی پناہ ایک اصطلاح ہے جو سیاسی بنیادوں پر اپنے ملک میں جان کا خطرہ لاحق ہونے کی بنا پر کسی اور ملک میں اپنی جان بچانے کے لئے حاصل کی جاتی ہے۔ ایسی پناہ حاصل کرنے والے کو سیاسی پناہ گزین کہا جاتا ہے۔ سیاسی پناہ گزین کو ایک اسم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈکشنری میں اس کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

a person who has fled from a homeland because of political persecution.[17]

وہ شخص جو سیاسی ظلم و ستم کی وجہ سے وطن سے فرار ہو گیا ہو۔

کیمبرج ڈکشنری کے مطابق سیاسی پناہ کی تعریف درج ذیل ہے:

the protection given by a government to foreign people who
have left their own country because
they disagree with their own government 18۔

حکومت کی جانب سے ایسے غیر ملکی لوگوں کو دیا گیا تحفظ جو اپنی ہی حکومت سے عدم اتفاق و اخلاف کی وجہ سے اپنا ملک چھوڑ چکے ہیں۔

سیاسی پناہ سے مراد سیاسی پناہ گزینوں کو غیر ملکی دائرہ اختیار کے ذریعہ گرفتاری سے دیئے جانے والا تحفظ مراد ہے۔ ایسی قوم یا سفارت خانہ جو اس طرح کے تحفظ کا حامی ہے اسے پناہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پناہ عمومی پناہ جیسی نہیں ہے۔ سیاسی پناہ لینے کی صورت میں پناہ لینے والا (یا پناہ گزین) اس کی حیثیت کے حصول کے بعد ہی سیاسی پناہ گزین کا مقام حاصل کرتا ہے اور پھر اسے ملک میں داخلے کی اجازت دی جاتی ہے۔ سیاسی پناہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے کیونکہ لوگوں کے پاس اپنا وطن چھوڑنے کی بہت سی مختلف وجوہات ہیں اور یہ نہیں کہ تمام پناہ کے متلاشی کسی اور حکومت سے تحفظ فراہم کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ پناہ کے حصول کا عمل بھی ایک پیچیدہ ہے جس میں انٹرویوز اور کاغذی کارروائی کا ایک سلسلہ شامل ہے جو بہت سے لوگوں کو مشکل لگتا ہے۔[19]

جب کوئی اپنے ہی ملک میں رہنے سے خوفزدہ ہوتا ہے تو کوئی سیاسی پناہ مانگ سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ کسی دوسرے ملک جائیں گے۔ اگر انہیں نئے ملک میں رہنے کی اجازت ہو تو اسے سیاسی پناہ کہا جاتا ہے۔

پناہ حاصل کرنے والے افراد کا کہنا ہے کہ وہ خطرات، جسمانی نقصان یا ان کی انسانی وقار کی بدنامی کا شکار ہیں کیونکہ یہ ان کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔[20]

سیاسی پناہ انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ کے آرٹیکل 14، اور انسانی حقوق کے بین الاقوامی قوانین کے ایک قواعد کے ذریعہ تصدیق شدہ انسانی حقوق میں سے ایک ہے۔ وہ تمام ممالک جو مہاجرین کی حیثیت سے متعلق اقوام متحدہ کے کنونشنوں پر راضی ہو چکے ہیں، ان لوگوں کو لازمی طور پر اپنے ملک میں داخل ہونے دینے کے پابند ہیں۔

لوگ اکثر کسی فرد کو اس کے آبائی ملک سے کسی سیاسی پناہ میں ہجرت کے طور پر جلاوطنی پر الجھتے ہیں لیکن ایسا لگتا نہیں ہے، ذاتی وجوہات کی بنا پر اپنی مرضی سے ہجرت کرنا سیاسی ہجرت ہو سکتی ہے لیکن حکومت کی سزا کے تحت نہیں۔ جن لوگوں کو سیاسی پناہ دی جاتی ہے وہ مہاجر کہلاتے ہیں۔ وہ اکثر "معاشی پناہ گزینوں" سے الجھ جاتے ہیں۔ معاشی مہاجرین وہ لوگ ہوتے ہیں جو ایک غریب ملک سے ایک امیر سے منتقل ہوتے ہیں تاکہ وہ کام کریں اور زیادہ سے زیادہ رقم کمائیں، اکثر اپنے کنبہ کو واپس بھیجیں۔

بین الاقوامی قانون میں سیاسی پناہ کا تصور اکثر دیگر متعلقہ، لیکن الگ الگ تصورات جیسے "پناہ" اور "پناہ" اور "پناہ مانگنے والے" اور "مہاجر" کے اصطلاحات کے ساتھ متفق ہوتا ہے اور اسے مترادف سمجھا جاتا ہے۔

The concept of asylum in international law is often con-flated with other related, but distinct, concepts- ‘‘asylum’’ and ‘‘refuge’’ and the terms ‘‘asylum seeker’’ and ‘‘refugee’’ are often used interchangeably and treated as synonymous. These concepts are related in the sense that all of them ‘‘occupy a space’’ in international law somewhere between the principles of state sovereignty and humanitarian protection.[21]

It is how-ever important to make clear the differences between these various terms. In particular, a distinction can be drawn between an asylum seeker and a refugee.

ان مختلف شرائط کے مابین فرق واضح کرنا کتنا اہم ہے۔ خاص طور پر، ایک سیاسی پناہ کے متلاشی اور پناہ گزین کے مابین فرق پایا جاسکتا ہے۔

مسلم ریاستیں اور سیاسی پناہ گزینی

مسلم ریاستیں آج ایک بین الاقوامی تنظیم میں جمع ہیں تنظیم اسلامی کانفرنس (او آئی سی) کے نام سے جانا جاتا ہے، جو اسلامی ریاستوں کے بادشاہوں اور سربراہان مملکت اور حکومت کے ذریعہ 1969 میں قائم کیا گیا تھا،

اس وقت افریقہ، ایشیاء، اور یورپ میں ۵۷ مسلم ریاستیں واقع ہیں لیکن مسلمان پوری دنیا اور بیشتر ریاستوں میں پائے جاتے ہیں۔ دنیا میں لگ بھگ 1.3 بلین مسلمان ہیں . تقریبا 85 فیصد سے زیادہ مسلمان سنی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ شیعہ ایران اور عراق میں مرکوز ہے تمام مسلمانوں میں سے نصف جنوب یا جنوب مشرقی ایشیاء میں رہتے ہیں. اور عرب میں 20 فیصد سے بھی کم ہے امریکہ میں اندازے کے مطابق 60 لاکھ مسلمان، فرانس میں 30 لاکھ، جرمنی میں 25 لاکھ، برطانیہ میں 15 لاکھ اور کینیڈا میں 5 لاکھ مسلمان آباد ہیں۔

عالمگیریت کے اس دور ("عالمی گاؤں") میں، مسلم دنیا ایک متنازعہ اور جبری طور پر نقل مکانی کرنے والی دنیا (دار الحرب و المہاجرون) بن چکی ہے . جبری مہاجر، پناہ گزین اور اندرونی طور پر بے گھر افراد (IDPs) ہیں۔ جبکہ بے گھر افراد اپنی قومی ملکی حدود میں غیر ارادی طور پر منتقل ہوتے ہیں، مہاجرین اور پناہ کے متلاشی ظلم و ستم سے بچنے یا عدم تحفظ اور تشدد سے بچنے کے لئے غیر ارادی طور پر ایک ملک سے دوسرے ملک منتقل ہو جاتے ہیں۔ وہ ان لوگوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں جو اپنی پسند کے مطابق ہجرت کرتے ہیں اور آزادانہ طور پر منتقل ہوتے ہیں اور اپنے ہی ملک میں یا کسی اور ملک میں کہیں اور آباد ہو جائیں۔ مہاجر، خاص طور پر پناہ گزینوں کے قانون کے زیر اثر ہیں ۔ پناہ اور پناہ کی تلاش اسلامی تاریخ کے دو اہم موضوعات ہیں۔ مہاجرین سے متعلق اسلامی نظریہ اور تعلیمات اور اس کے تحت جبری نقل مکانی جسے ہجری قانون کے نام سے جانا جاتا ہے وہ مہاجروں کے جدید قانون سے بالکل مختلف ہیں۔ ہجرہ قانون، پناہ گزینوں اور مہاجرین کو زیادہ تحفظ دیتا ہے، لیکن آج کل یہ بہت کم نافذ العمل ہے. اگر اس کو نافذ العمل کر دیا جاے تو زبردستی بے گھر ہونے والوں کے تحفظ کے لئے بہت معاون ہو سکتا ہے۔ پوری دنیا میں اور خاص طور پر پر مسلم دنیا میں مہاجرین کے بے شمار مسائل کم ہو سکتے ہیں جس کا مسلم دنیا کو سامنا ہے۔ اس طرح اسلام کو مختلف طرح سے سمجھا جاسکتا ہے۔ یہ دونوں بڑھتے ہوئے "اسلاموفوبیا" کو کم کر سکتے ہیں اور پناہ گزینوں کے حقوق کا استحکام اور امن عالمگیریت کا باعث بن سکتے ہیں۔ پہلے، ہم جبری ہجرت سے متعلق اسلامی تعلیمات پر نگاہ ڈالیں گے (مہاجرین سمیت) اور ان کا موازنہ جدید بین الاقوامی کے نظریہ سے کریں گے مہاجرین سے متعلق قانون آج مسلم مہاجرین کی صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد، ہم کریں گے کہ جبری طور پر نقل مکانی سے متعلق اسلامی قانون میں بہتری کس طرح معاون ثابت ہو سکتی ہے ایک ایسی دنیا جو زیادہ سے زیادہ ایک اجڑی دنیا بن چکی ہے "۔ تباہ ہوئے افراد میں اکثر اوقات جامعیت اور موثر ہونے کی کمی ہوتی ہے. 22

ہجرت، دارالامان اور مہاجرین سے متعلق جدید قانون

اسلامی تصورات ہجرہ (ہجرت / جبری ہجرت) اور مہاجرین (تارکین وطن / مہاجرین) دونوں قوانین دونوں یہودی اور عیسائی سے "اجنبی" اور "غیر ملکی" اور مہمان نوازی کی اسلام سے پہلے کی روایات اور جزیرہ نما عرب میں اجنبیوں کا استقبال سے لیا گیا ہے ہجرہ تھیوری جبری ہجرت کے بارے میں تعلیمات کی پیروی کرتی ہے اور اس میں مزید اضافہ کرتی ہے جو دوسرے دو توحید پرست مذاہب کے ذریعہ متعارف کرایا گیا۔

درحقیقت، یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں، درلامن کی ایک خاص اہمیت ہے۔ تینوں بانیوں، موسیٰ، عیسیٰ مسیح اور محمد، نے جلاوطنی کا تجربہ کیا اور غیر ملکی برادریوں میں سیاسی پناہ کی کوشش کی۔ تین توحید پرست مذاہب میں، حفاظت، پڑوسی سے محبت اور ضرورت مند لوگوں کی مدد کی نمائندگی کرتا ہے۔ اسلام میں پناہ کا تصور حرمت کے تصور سے بہت مختلف نہیں ہے تاہم، اسلام کے برخلاف دوسرے دو توحید پرست مذاہب یہودیت اور عیسائیت کے مہاجروں کو باقاعدہ قانونی حیثیت اور تحفظ نہیں دیا گیا تھا اور دائرہ کار میں محدود تھا۔[23] اسلامی پناہ کا قانون کافی حد تک ترقی یافتہ ہے۔ یہاں تک کہ جدید مہاجرین کے قانون سے کہیں زیادہ کار آمد بھی ہے۔[24]

ہجرہ کا لفظ عربی زبان کے ھجرہ سے آیا ہے جس کے معنی ہیں ترک کرنا، کسی سے تعلقات توڑنے کے لئے، یا ہجرت کرنا، اور اسلام کی تاریخ اور قانون میں پناہ دینا بہت ضروری ہے۔ اس کا تعلق سلامتی اور تحفظ کے ساتھ منسلک ہے بنیادی طور پر ہجرت کا تصور حضرت محمّد صلی اللہ وسلم پر ظلم و ستم کی وجہ سے مکّہ چھوڑ کر یثرب کی طرف ۶۲۲ عیسوی میں ہجرت کی جس کو اس وقت مدینہ کھا جاتا ہے .اس طرح مسلمانوں کا ہجری دور حضرت محمّد صلی اللہ وسلم کی پیدائش سے شروع نہیں ہوتا اور نا ہی اسلام کے پیغام سے جب ملا. بلکہ یہ دور مدینہ کی طرف ہجرت سی ہوتا ہے. آرٹیکل نمبر ا میں جنیوا کنونشن ۲۸ جولائی ۱۹۵۷ میں مھاجرین کی تعریف سے اسلام کا ہجرت کا تصور وسیع تر ہے۔

جنیوا کنونشن کے مطابق ایک مہاجر کی تعریف کسی بھی شخص کے طور پر کی جاتی ہے نسل، مذہب، کی وجوہات کی بناء پر ظلم و ستم کا شکار ہونے کے خوف سے یا کسی خاص معاشرتی گروپ کی رکنیت، یا سیاسی رائے اپنی قومیت کے ملک سے باہر اور اس طرح کے خوف کی وجہ سے اس ملک کے تحفظ کا فائدہ اٹھانے کے قابل نہیں ہے۔ اس طرح کے واقعات کے نتیجے میں رہائش قابل نہیں ہے یا ایسے خوف کی وجہ سے ہے۔ اس پر یہ قانون لاگو ہو سکتا ہے۔[25] اسلام میں، پناہ ایک حق، فرض، اور ایک عمومی اور جامع شکل ہے۔ تحفظ. یہ مذہبی ہے لیکن یہ علاقائی اور کسی حد تک سفارتی بھی ہے۔. کوئی جدید بین الاقوامی یا قومی آلہ واضح طور پر یہ شرط نہیں رکھتا ہے کہ افراد کو، پناہ دینے یا لینے کا حق ہے۔. تمام جدید نصوص اس کو محفوظ رکھتے ہیں۔ ریاست کے لئے

حق ہے، جو اس کی تلاش کرنے والوں کو پناہ دینے یا انکار کرنے کے لئے آزاد ہے۔ ملکی اپنے غیر ملکی میزبانوں کا انتخاب نہیں کر سکتے ہیں اور ان سے تحفظ کی توقع نہیں کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر وہ ایک ہی بنیاد سے ہیں لیکن مختلف قومیتوں کے ساتھ۔ آج، صرف ریاست کو یہ فیصلہ کرنے کا حق ہے کہ مہاجر کی حیثیت کس کو دی جائے گی۔. اسلامی قانون اور روایات میں، کوئی بھی شخص (یہاں تک کہ ایک غیر مسلم) فرار ہو گیا، تو تحفظ کے حصول کا حق رکھتا ہے کہ وہ کسی اسلامی معاشرے میں داخل ہو کر تحفظ کے لئے پوچھ سکتا ہے۔ یہ شخص ریاستی رہنماؤں سے یا عام افراد (مرد یا خواتین، مسلمان، یا غیر مسلم) سے پناہ لے سکتا ہے۔ اسلامی معاشرہ یا دار السلام (وہ دنیا جہاں اسلامی قانون لاگو ہوتا ہے)۔. ان افراد کو پناہ کے متلاشیوں کو یکساں طور پر تحفظ فراہم کرنے کا حق ہے۔ ایک لحاظ سے پناہ مانگنا فرض ہے۔ مسلمان ایسے مقامات پر رہنے کا پابند نہیں ہیں۔ جہاں ناانصافی اور ظلم و ستم ہوتا ہے اور انہیں اسلام کی طرف سے چھوڑنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ یہ ان مقامات سے کہیں اور تحفظ کی تلاش کریں:

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا [26]

مزید یہ کہ مسلمان تحفظ کے متلاشی افراد کے لئے اپنے دروازے بند نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ ان کا فرض ہے کہ وہ پناہ دیں۔ اسلامی جماعتوں کے سیاسی رہنماؤں کا فرض ہے، لیکن دار الاسلام میں بسنے والے کسی بھی فرد کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ نسل، جنس، معاشرتی یا سیاسی حیثیت سے قطع نظر۔ وہ تمام جبری تارکین وطن جو تحفظ کی محتاج ہیں انہیں دیا جائے امان (پناہ یا پناہ گاہ) اگر وہ اس کی تلاش کریں۔ وہ دار الاسلام کے اندر سے ہی پناہ حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ دار الحرب سے بھی آ سکتے ہیں (وہ دنیا جہاں مسلم قانون لاگو نہیں ہوتا ہے)۔ مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ غیر مسلم پناہ گزینوں کی حفاظت کر کے انہیں اسلام سے متعارف کرانے کے ایک طریقہ کے طور پر استعمال کریں۔ تاہم، غیر مسلم مہاجرین کو اسلام قبول کرنے کا پابند نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ قرآن مجید کی سور توبہ کی آیت نمبر 6 میں واضح ہے، دار الاسلام میں "محفوظ افراد" کا درجہ دیا گیا ہے۔

پناہ کے متلاشی افراد پر یہ بھی پابندی بھی نہیں ہے کہ وہ یہ ثابت کریں کہ فرار ہونے سے پہلے ان پر ظلم کیا گیا ہے اور انہیں صرف اپنی درخواست پر ہی سیاسی پناہ دی جانی چاہئے۔ تاہم، پناہ کے متلاشیوں کو پناہ مانگنے سے پہلے جرم نہیں کرنا چاہئے تھے، کیونکہ تمام جرائم کی سزا ہونی چاہئے، اور سیاسی اور غیر سیاسی جرائم میں اسلام میں کوئی فرق نہیں ہے:

اَلۡيَوۡمَ اُحِلَّ لَـكُمُ الطَّيِّبٰتُ‌ؕ وَطَعَامُ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ حِلٌّ لَّـكُمۡ وَطَعَامُكُمۡ حِلٌّ لَّهُمۡ‌ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اِذَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ مُحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسَافِحِيۡنَ وَلَا مُتَّخِذِىۡۤ اَخۡدَانٍ‌ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ [27]

ایک بار اجازت ملنے کے بعد، تحفظ یا امن عام ہونا چاہئے، اور مہاجرین کو شہریوں کی طرح کا کام کرنے، تعلیم ،آزادانہ نقل و حمل، اور کنبہ کے اتحاد کے لیے حقوق کی ضمانت کے تمام حقوق سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ زیادہ تر اسلامی مکاتب فکر کے مطابق، وقت کے ساتھ ہی امن محدود نہیں ہیں۔ دارالاسلام یا مستقل کی جگہ سے "محفوظ" یا مستعمل کی روانگی قیام فرد کے فیصلے پر منحصر ہوگا۔ یہ جدید بین الاقوامی مہاجرین قانون میں رضاکارانہ وطن واپسی کے مساوی ہے۔

اسلام نے عربوں میں پناہ اور پناہ گزین کا درجہ دینے سے متعلق عرب روایات اور رسم و رواج کی توثیق کی ہے (عربی میں الہمایا) اور مذہبی پناہ یا حرمت دینے سے متعلق اصولوں کو اپنایا ہے۔ کچھ مقامات نے اپنی اسلام سے پہلے کی مقدس خصوصیات کو برقرار رکھا (جیسے مکہ مکرمہ میں کعبہ)، اور دیگر مقدس ہو گئے، جیسے مکہ اور مدینہ کے شہر، نبی کا گھر اور اس کے جانشین اور مذہبی پیشوا کے گھر۔ قرآن کی بہت ساری آیات مقدسہ کا احترام کرنے کا حکم دیتی ہیں:

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا الۡبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجۡنُبۡنِىۡ وَبَنِىَّ اَنۡ نَّـعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَؕ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ‌ۚ فَمَنۡ تَبِعَنِىۡ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡ‌ۚ وَمَنۡ عَصَانِىۡ فَاِنَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ [28]

اسلام کسی فرد یا مسلم رہنماؤں کے ذریعہ پناہ کے متلاشیوں کو تحفظ کی تلاش میں علاقائی پناہ دینے کی روایت کی تصدیق کرتا ہے۔ اس قسم کی سیاسی پناہ کو استیجارا یا طلاب الجیوار کہا جاتا تھا (کسی محلے سے تعاون یا کمیونٹی سے مدد طلب کرنا)۔ اسلام قبل اسلام سے پہلے کی روایت کی بھی تصدیق کرتا ہے غیر مسلمان میسنجر اور سوداگر (اور ان کے ساتھی) کو حفاظت دینا، جو اسلام کے دارالعلوم کے لئے قلیل مدت کے لئے آتے ہیں۔ اسلام سے پہلے کے زمانے میں، اس قسم کے تحفظ کو مشن کا تحفظ، جدید اصطلاحات میں ایک قسم کا سفارتی تحفظ کہا جاتا ہے۔ اسلامی نظریہ میں، مختصرا،، پناہ مانگنے والوں اور ان کے میزبانوں دونوں کے لئے ایک انسانی حق ہے۔ اس کے مقابلے سے، جدید قانون کے تحت مہاجرین اور جبری طور پر نقل مکانی کرنے والوں کو تحفظ فراہم کرنا زیادہ محدود اور پابند ہے۔ [29]

جبری طور پر نقل مکانی کے بارے میں موجودہ قانون میں نقائص؛

ہجرت سے متعلق جدید قانون دو طرح کا ہے، (1) داخلی طور پر نافذ کردہ قانون سازی جو امیگریشن اور ہجرت کو باقاعدہ بناتی ہے اور (2) قواعد و ضوابط جن کا مقصد تارکین وطن، جبری طور پر نقل مکانی کرنے والوں کی حفاظت کرنا ہے، اور ان میں ان کے حقوق کی ضمانت ہے۔

میزبان ممالک۔ پہلے قسم کا قانون کسی ملک میں شہریوں اور تارکین وطن کے داخلے اور رہائش کے ساتھ ساتھ اس ملک سے ان کی روانگی اور اس کی بین الاقوامی 30 سرحدوں کو عبور کرنے پر بھی کنٹرول کرتا ہے۔ اس طرح کے قوانین میں پابندیوں کا بھی بندوبست کرتے ہیں .امیگریشن یا ہجرت کے قائم کردہ قواعد کی خلاف ورزی کا معاملہ۔ دوسری قسم کا قانون بنیادی طور پر انسانی حقوق، تارکین وطن کارکنوں اور مہاجرین سے متعلق بین الاقوامی آلات میں پایا جاتا ہے۔ ان قانونی دستاویزات میں 10 دسمبر 1948 کے انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ، سول اور سیاسی حقوق اور اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق سے متعلق دو بین الاقوامی معاہدہ برائے 16 دسمبر 1966، 1951 کے مہاجر کنونشن اور تمام تارکین وطن کے حقوق کے تحفظ سے متعلق اقوام متحدہ کے کنونشن اور ان کے اہل خانہ کے ارکان نے 18 دسمبر 1990 کو جو یکم جولائی 2003 کو نافذ ہوا ۔[31] ہجرت کا قانون عام طور پر تمام تارکین وطن پر لاگو ہوسکتا ہے۔ لیکن اس کے کچھ آلات خاص طور پر اس اقدام پر آنے والے لوگوں کی خاص تشویش رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ، کچھ حالات میں، ہم رضاکارانہ تارکین وطن پر لاگو قانون اور جبری طور پر تارکین وطن، اور خاص طور پر مہاجرین میں لاگو ہوتے ہیں۔

جدید بین الاقوامی مہاجرین قانون کی حدود؛

مہاجرین سے متعلق جدید قانون مہاجر قانون سے متعلق مختلف آلات میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ آلات آفاقی، علاقائی اور قومی ہیں۔ تاہم، مہاجروں کا جدید قانون پناہ کو انفرادی افراد کا حق نہیں سمجھتا ہے۔ یہ صرف ریاست کا حق ہے۔ اس سے تمام جبری تارکین وطن کو تشویش نہیں ہے بلکہ ان میں سے صرف چند ایک کی اچھی طرح سے تعریف کی گئی ہے، خاص طور پر 1951 کے مہاجر کنونشن کے آرٹیکل کے ذریعہ، جیسا کہ پہلے نقل کیا گیا ہے۔ بہت سارے افراد کو نتیجہ میں اس کے تحفظ سے خارج کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے وہ پناہ سے خارج ہوتا ہے۔

آئی ڈی پیز، جو اب تقریبا دو کروڑ افراد پر مشتمل ہیں، بین الاقوامی قانون کے ذریعہ اتنے محفوظ نہیں ہیں، کیونکہ ان سے متعلق خاص طور پر کوئی بین الاقوامی پابندی قانونی آلات موجود نہیں ہیں۔ داخلی نقل مکانی کے بارے میں رہنما اصول، جو 1998 میں سیکرٹری جنرل کے خصوصی نمائندے.برائے آئی ڈی پیز، فرانسس ڈینگ نے تیار کیے تھے، ایسے افراد پر لاگو ہوتے ہیں، لیکن ریاستوں کو ان پر عمل کرنے کا پابند نہیں

ہے۔ مہاجروں کا جدید قانون بالکل عام ہے اور اس میں زبردستی تارکین وطن کی کچھ اقسام سے متعلق خصوصی دفعات شامل نہیں ہیں جو اب پوری دنیا میں مہاجر آبادی کی اکثریت ہیں۔ ان مہاجرین میں سے کچھ کو خصوصی تحفظ کی ضرورت ہے، یعنی، عورتیں اور بچے۔ خواتین، خاص طور پر مسلمان خواتین، کو بطور مہاجرین خصوصی ضرورتیں ہوتی ہیں، لیکن انھیں پناہ گزینوں کے جدید قانون یا ریاستی عمل کے ذریعہ شاذ و نادر ہی خیال کیا جاتا ہے۔[32] مزید برآں، موجودہ بین الاقوامی کے ذریعہ حاصل کردہ تحفظ پناہ گزینوں کے قانون میں کچھ زمرے کو بین الاقوامی تحفظ سے کھلے عام چھوڑ دیا گیا ہے۔ آرٹیکل 1 میں ان افراد کی ایک فہرست شامل ہے جو 1951 کے مہاجر کنونشن کے تحت نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر، آرٹیکل 1 ڈی اعلان کرتا ہے کہ 1951 کا مہاجر کنونشن ان افراد پر لاگو نہیں ہوگا "جو فی الحال اقوام متحدہ کے اعضاء یا ایجنسیوں سے اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین کے تحفظ یا امداد کے علاوہ وصول کرتے ہیں"۔ یہ قریب 3 مشرقی فلسطینی پناہ گزینوں کے لئے اقوام متحدہ کی ریلیف اینڈ ورکس ایجنسی کی طرف سے (UNRWA) (اور تحفظ نہیں) امداد لینے والے 3 لاکھ فلسطینی مہاجرین کا معاملہ ہے۔

سیاسی پناہ کا جدید قانون بنیادی طور پر ریاست کا حق ہے:

یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مہاجرین عام طور پر کسی ملک میں موجود غیر ملکی افراد سے مختلف ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے اصل ممالک سے تحفظ حاصل نہیں ہوتا ہے اور انہیں بین الاقوامی تحفظ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ عام طور پر ظلم و ستم اور عدم تحفظ سے بھاگ رہے ہوتے ہیں اور انہیں رہنے کے لئے ایک محفوظ جگہ کی تلاش کی ضرورت ہوتی ہے، اسی لئے انہیں پناہ دینے کی ضرورت ہے۔[33] تاہم، مہاجروں کے جدید قانون میں کوئی شرط نہیں قرار دیتی ہے کہ پناہ دی جانا، پناہ گزینوں کا حق ہے۔ 1951 کا مہاجر کنونشن اپنی دفعات میں سیاسی پناہ کا ذکر نہیں کرتا ہے۔ پناہ سے متعلق صرف عالمگیر عبارت ہی انسانی حقوق کا عالمی اعلان ہے۔ اس اعلامیہ کے مضمون میں سیاسی پناہ کو دیکھا جاتا ہے، لیکن اس مضمون میں کہا گیا ہے کہ، کسی کو بھی حق ہے کہ وہ دوسرے ممالک میں ظلم و ستم سے پناہ مانگے اور اس سے لطف اٹھائے۔" "لطف اندوز" کی اصطلاح کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کسی بھی طرح سے پناہ دی جائے۔ تاہم، اسی مضمون میں مزید کہا گیا ہے کہ، "یہ حق غیر سیاسی جرائم یا حقیقی مقاصد اور اصولوں کے برخلاف کارروائیوں سے حقیقی طور پر پیدا ہونے والے قانونی چارہ جوئی کے معاملے میں استنباط نہیں کیا جاسکتا ہے۔

بین الاقوامی قانون میں "سیاسی جرم" کی قطعی تعریف موجود نہیں ہے۔ یہ عام طور پر ریاستوں پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ سیاسی اور غیر سیاسی جرائم کی تعریف کے بارے میں فیصلہ کریں۔ لیکن ریاستی عمل میں، جرم کو شاذ و نادر ہی سیاسی سمجھا جاتا ہے۔34

اس لئے پناہ ریاستوں کا حق ہے، حالانکہ کچھ دستور اور بلدیاتی قوانین پناہ کے متلاشیوں کو پناہ دینے کے حق کی بات کرتے ہیں۔ اس کے بعد ریاست پناہ دینے کے لئے آزاد ہے یا نہیں۔ ریاست کی واحد ذمہ داری یہ ہے کہ پناہ گزین کو کسی بھی ایسے ملک میں زبردستی واپس نہیں کیا جائے گا جہاں اس کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو، 1951 کے مہاجر کنونشن کے آرٹیکل 33 کے مطابق۔ ان شرائط کے تحت، دنیا میں جبری طور پر آنے والے تمام تارکین وطن کو واقعی جدید مہاجر قانون کے ذریعہ محفوظ نہیں رکھا گیا ہے۔ مسلم ریاستوں میں، جو 1990 کی دہائی سے ہر طرح کی ہجرت کا مرکز بن چکا ہے، بہت سے معاملات میں مہاجرین کو نہ تو محدود جدید پناہ گزین قانون کے تحت تحفظ فراہم کیا جاتا ہے اور نہ ہی اسلامی اصولوں سے۔ ہجرت اور مہاجرین سے متعلق۔ عالمگیریت کے اس دور میں، جب پناہ اور پناہ گزینوں کے تحفظ کے موضوع کی بات کی جاتی ہے تو، دونوں ہی مسلم اور غیر مسلم ریاستوں کے قانونی فریم ورک میں اکثر کمی ہوتی ہے۔

تنازعات اور مہاجرین اور آج کی مسلم دنیا؛

دنیا کے مسلح تنازعات یا مظلوم افراد کا کوئی بھی موجودہ نقشہ اس میں کوئی شک نہیں کہ دکھائے گا کہ مسلم دنیا اب مسلح تنازعات اور جبری بے گھر ہونے کی دنیا ہے، دوسرے لفظوں میں، ، "جنگوں اور مہاجرین کی دنیا" (دارالحرب، مہاجرون)۔ بیشتر مسلمان مہاجرین تشدد سے فرار ہو رہے ہیں یا تو وہ اسلامی ریاستوں میں جاری متعدد مسلح تنازعات یا آمرانہ حکومتوں کے نتیجے میں ہیں۔ دراصل، آج پوری مسلم دنیا میں مسلح تنازعات جنم لے رہے ہیں: افغانستان، الجیریا، چیچنیا، کوٹی ڈیوائر، عراق، کشمیر، فلسطین، صومالیہ اور سوڈان میں، اور دیگر۔ ان تنازعات کے نتیجے میں مسلم شہری آبادی کو بڑے پیمانے پر تکالیف اور بڑے پیمانے پر بے گھر ہونا پڑا ہے۔ اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین (یو این ایچ سی آر) نے اطلاع دی ہے کہ وہ اب تقریبا 22 ملین مہاجرین اور IDPs کو تحفظ اور مدد فراہم کر رہا ہے۔ اس تعداد میں لبنان، شام، اردن، مغربی کنارے اور غزہ، جو یو این آر ڈبلیو اے کے مینڈیٹ میں آتا ہے، کے فلسطینی پناہ گزینوں کو دھیان میں رکھے بغیر، دنیا بھر میں قریب 9 لاکھ مسلمان مہاجرین اور آئی ڈی پیز شامل ہیں[35] ۔ اکتوبر 2002 میں، یو این ایچ سی آر کی ایگزیکٹو کمیٹی کے 53 ویں اجلاس میں او آئی سی کے نمائندے نے یہ اعلان کیا کہ :

دنیا میں 70 لاکھ سے زیادہ مہاجرین جو یا تو مسلمان تھے یا اسلامی ممالک کے ذریعہ ان کو پناہ دی جا رہی ہے۔ پناہ گزینوں کی بڑی تعداد اس وقت ایران، اردن، پاکستان، یوگنڈا، عراق، یمن، سعودی عرب، بنگلہ دیش، شام، کویت، لبنان، انڈونیشیا، سوڈان، البانیہ، سیرالیون، آذربائیجان، ترکمنستان، تاجکستان، ازبکستان کی ریاستیں دیکھ بھال کر رہی ہے۔ کرغزستان، قازقستان، ٹوگو، سینیگال، موریتانیہ، مالی، گیانا، گبون، گیمبیا، مصر، کوٹ ڈیوایور، چاڈ، کیمرون، برونڈی، بینن اور الجیریا بھی شامل ہیں۔ او آئی سی نمائندے نے مزید کہا:[36]

اگرچہ یو این ایچ سی آر کو فلسطینی پناہ گزینوں کی دیکھ بھال کا پابند نہیں ہے لیکن یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ فلسطینی مہاجرین کی انتہائی مشکلات اور حالت زار کا حوالہ دے۔ اسرائیلی قبضہ اور ماضی قریب میں فلسطینی پناہ گزینوں کے کیمپوں پر وحشیانہ حملوں سے بین الاقوامی توجہ اور فلاح انسانیت مدد کی ضمانت ہے۔ ان کی وطن واپسی کا معاملہ نہ صرف مشرق وسطی میں امن کے لئے ایک اہم اہمیت ہے بلکہ یہ پچھلے 50 سالوں کے سب سے قدیم اور سنجیدہ انسانیت سوز مسائل میں سے ایک ہے۔

یو این ایچ سی آر کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ اس صدی کے آغاز میں مسلم ریاستوں نے بڑی تعداد میں مہاجرین اور بے گھر افراد کو پیدا کیا اور 37 حاصل کیا۔ اس طرح، یہاں 30 لاکھ سے زیادہ فلسطینی (جو ایک ہی وقت میں مہاجر اور بے گھر ہیں)، 2 لاکھ سے زیادہ افغان مہاجرین، 60000، سے زیادہ عراقی مہاجر، کوئی 90000، ایرانی، کوئی 30000، موریطانی، تقریبا 165000، صحاراوی، کوئی 000 500، صومالی تھے۔ اور 400,000، سے زیادہ سوڈانی جن مسلمان ممالک کو بڑی تعداد میں مہاجرین مل رہے ہیں ان میں پاکستان، ایران، سوڈان، یمن، جبوتی، بنگلہ دیش اور دیگر شامل۔[38] مثال کے طور پر، مراکش کا یہ معاملہ ہے۔ اسلامی دنیا کے بہت سے حصوں میں مسلح تنازعات کھڑے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر، بوسنیا اور ہرزیگووینیا میں تنازعہ خاص طور پر ڈرامائی تھا۔ 1991 کے آغاز سے، اس میں 1992 میں چلائی جانے والی ایک مہم بھی شامل تھی۔[39]

بوسنیا میں مسلمانوں کے خلاف حراستی کیمپوں، اجتماعی قتل (خاص طور پر مردوں) اور مسلمان خواتین پر منظّم عصمت دری شامل ہیں۔ ہلاکتوں کی بڑی اکثریت (لگ بھگ 250000، ہلاک) عام شہری تھے۔ اس تباہ کن صورتحال سے تقریبا 800000، بوسنیائی مہاجرین دوسرے ممالک میں پھیل گئے، 200000، سے زیادہ ریاستہائے متحدہ امریکہ جا رہے ہیں۔ عراق اور افغانستان میں غیر انسانی تنازعات اور بین الاقوامی قوانین اور بین الاقوامی انسان دوست قانون (یا مسلح تنازعات کا قانون جس میں تمام شہریوں کا احترام درکار ہے) کا احترام نہ ہونا بڑے خونریزی اور زبردستی جبری بے گھر ہونے کا نتیجہ ہے۔ جنیوا کنونشن میں عام

شہریوں کے لئے احترام کی دستاویزات 12 اگست 1949 کے وقت کے عام شہریوں کے تحفظ سے متعلق دستاویزات میں شامل ہیں، جسے دنیا کی تقریبا تمام اقوام نے توثیق کیا ہے۔ مسلم دنیا میں جبری ہجرت کی اس صورتحال میں، اسلامی نظریہ ہجرت شاذ و نادر ہی استعمال ہوتا ہے۔ زبردستی تارکین وطن سے نپٹتے ہوئے مسلم ریاستیں، چاہے آمد میں ہوں یا فرار ہونا چاہیں، جبری طور پر نقل مکانی کے جدید قانون کا حوالہ دیتے ہیں نہ کہ جبری تحفظ کے متعلق اسلامی اصول تارکین وطن۔ زیادہ تر مسلم ریاستوں کی ہجرت سے متعلق قوانین سے ہجری قانون تقریبا غیر فعال ہے۔ تاہم، ان میں سے بہت سے لوگ مہاجروں کے جدید قانون کی حمایت کرتے ہیں۔ دنیا کے بہت سے دوسرے حصوں کی طرح، اسلامی خطے (ناپسندیدہ) مہاجر ہمارے وقت کے مہمانوں کو اکثر غیر قانونی تارکین وطن سمجھا جاتا ہے اور انھیں اپنے اصل ممالک میں واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ اس طرح، پوری دنیا میں، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ "غیر قانونی ہجرت" کا تصور مختلف قسم کی نقل مکانی کو روکنے کی کوشش میں استعمال کیا جارہا ہے، بشمول جنوب سے شمال تک۔ یورپ پر اپنے بحیرہ روم کے ہمسایہ ممالک پر دباؤ ڈالنے کے بعد، جنوب میں حال ہی میں غیر قانونی نقل مکانی اور دہشت گردی سے متعلق نئے قوانین نافذ کیے گئے ہیں جس کا مقصد اس طرح کی "غیر قانونی" جنوب سے شمالی ہجرت کو روکنا ہے۔ مراکش کا یہ معاملہ ہے، جس نے 2003 میں ہجرت اور دہشت گردی سے متعلق دو نئے قوانین نافذ کیے تھے۔ یہ 11 نومبر 2003، 03/02 غیر ملکیوں کے داخلے اور رہائش سے متعلق غیر قانونی نقل مکانی اور 3 جون 2003 ، کو دہشت گردی کا قانون **3/03 0**... جیسا کہ مہاجرین کے حقوق کے بین الاقوامی اقدام نے نوٹ کیا ہے:

غیر قانونی نقل مکانی کو روکنے کے لئے اپنے بحیرہ روم کے ہمسایہ ممالک پر یورپی دباؤ حال ہی میں اور بھی بڑھ گیا ہے۔ بحیرہ روم کے جنوبی ساحل پر مہاجر اور تارکین وطن کیمپ قائم کرنے کے منصوبے ہیں، حالانکہ یہ پناہ گزین کنونشن کی خلاف ورزی ہو سکتی ہے۔ لیبیا پہلے ہی اٹلی کے ساتھ ایسے کیمپوں کے قیام پر بات چیت کر رہا ہے۔[40] لیبیا کے اس اقدام کی لیبیا کے اندر اور باہر وسیع پیمانے پر مخالفت کی جارہی ہے۔ مثال کے طور پر، لیبیا لیگ برائے ہیومن رائٹس نے اٹلی کے پناہ گزینوں اور پناہ گزینوں کے لئے (انٹرنمنٹ) کیمپ لگانے کے لیبیا میں تخلیق کے لئے اٹلی اور لیبیا کے مابین ہونے والے مذاکرات پر تنقید کی تھی۔ پناہ گزینوں اور پناہ سے متعلق اسلامی اصولوں کی طرف رجوع کریں، حالانکہ یہ لیبیا کے آئین میں لکھا ہے کہ لیبیا ایک اسلامی ملک ہے جس پر اسلامی قانون (شریعت قانون) حکومت کرتا ہے۔ سوڈان میں، دارفور میں بے گھر افراد کی موجودہ حالت زار بھی مسلم دنیا میں جبری طور پر نقل مکانی کرنے والے افراد کے تحفظ کی ضمانت کی کمی کی عکاسی کرتی ہے۔ "عصمت دری، اسلام، اور دارفور کی خواتین پناہ گزینوں اور جنگ سے بے گھر ہونے والے" کے عنوان

سے ایک مضمون میں ، غیر جمہوری آرگنائیٹینو ریفیوجز انٹر نیشنل نے دکھایا کہ کس طرح عصمت دری کو جنگ کے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور کس طرح معاشرتی کنٹرول میں خواتین کیخلاف مسلمان مردوں کے ذریعہ کاروائی اور ہدایت کی جاتی ہے۔[41] اگر یہ سچ ثابت ہوتا ہے تو، یہ سوڈان کے اسلامی قوانین اور اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے اعلانات سے متصادم ہے۔ افغان مہاجرین کا معاملہ بھی مہاجرین کے بارے میں مسلمانوں کے بدلتے رویوں کی عکاسی کر سکتا ہے۔ سن 1980 کی دہائی میں ، افغانستان پر سوویت قبضے کے خلاف جنگ کے دوران ، ایران اور پاکستان میں لوگوں نے افغان مہاجرین کو بھائی بھائی اور بہن کی طرح سمجھا۔ پھر 1990 کی دہائی میں ، افغانستان میں خانہ جنگی نے مہاجرین کی نئی لہریں جاری رکھی ، اور افغانیوں کے ساتھ دکھائی جانے والی ہمدردی اور مہمان نوازی آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی۔ میزبان ممالک نے آخر کار اس بوجھ کو بہت زیادہ محسوس کیا اور دباؤ کو دور کرنے کے لئے کوئی موثر بین الاقوامی طریقہ کار موجود نہیں تھا۔ یہ صرف ایران اور پاکستان ہی نہیں تھا جس نے پیچھے ہٹنے کا فیصلہ کیا تھا بلکہ دوسرے اسلامی ممالک بھی تھے جہاں افغان فرار ہوگئے تھے۔ نئے آنے والوں کا خیر مقدم نہیں کیا گیا ، اور افغانوں پر اپنے ملک واپس جانے کا دباؤ بڑھ رہا تھا۔ بہت سے مسلمان ریاستوں نے ان کی قانون سازی میں سیاسی پناہ اور ہجرت سے متعلق اسلامی اصولوں پر زور دیا ہے ، یہاں تک کہ جب وہ کھلے عام اعلان کرتے ہیں کہ ان پر اسلامی یا شرعی قانون کا حکم ہے۔ . پریکٹس بھی مختلف ہے ، اگرچہ وہ کبھی کبھی اسلامی اصولوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ عرب ممالک میں یہی صورتحال ہے۔ سوڈان میں ، جیسے دیگر سات افریو عرب ممالک (الجیریا، مصر، جبوتی، لیبیا، موریتانیہ ، مراکش ، اور تیونس) کی طرح ، مہاجروں کی قومی قانون جدید ہے اور 1951 کے مہاجر کنونشن کے ساتھ ساتھ کچھ علاقائی آلات کی نسبت سے متعلق ہے۔ مہاجرین اور انسانی حقوق ، لیکن یہ عمل نیم جدید ہے اور اس سے مراد غیر ملکیوں کو اور تحفظ کی محتاج افراد کو حاصل کرنے کی انسانی ہمدردی کی روایت ہے۔ آج اسلامی ہجرہ کی روایت کے مطابق جس طرح مہاجرین کی حفاظت کی جارہی ہے اس سے زیادہ محفوظ نہیں ہے۔ یہ روایت آج پوری مسلم دنیامیں بلا کسی وجہ کے، ترک کی گئی ہے۔[42]

خاص طور پر عالمگیریت کے اس دور میں ، یہ ایک ایسا تصور ہے جسے پناہ گزینوں کے جدید قانون کی بہتری، اس کی عالمی قبولیت میں شراکت کرنے ، اور عام طور پر مہاجرین اور جبری طور پر نقل مکانی کرنے والوں کے لئے مزید حفاظتی بنانے کے لئے اس کی بحالی کی ضرورت ہے۔ جیساکہ اسٹیفن کیسلز اور مارک ملر کے دور ہجرت میں بیان کیا گیا ہے ، عرب خطہ اب "ایک اہم تارکین وطن ذیلی نظام" ہے ، جس کی خصوصیات "بنیادی حقوق سے غیر معمولی محرومی" ہے۔[43]

ہجرہ کا قانون جبری تارکین وطن کے حقوق کے تحفظ میں حصہ:

عالمگیریت اب بہت سارے شعبوں میں ظاہر ہے: معاشیات ، سیاست ، سماجیات ، قانون ، اور خاص طور پر انسانی حقوق کے اصول اور اصول۔ لیکن عالمگیریت کے نتیجے میں قوانین ، خاص طور پر انسانی حقوق اور ہجرت کے قانون کی خلاف ورزی کی عالمگیریت بھی ہوئی ہے۔ ہماری عمر ایک ایسی عمر بن چکی ہے جہاں غیر قانونی نقل مکانی، انسانوں میں اسمگلنگ ، کمزوروں کا استحصال ، منظّم جرائم اور ڈرامائی تشدد عالمی مظاہر ہیں۔

1990 کی دہائی کے بعد سے ، سرد جنگ کے خاتمے کے بعد ، دنیا میں بہت بڑی تبدیلیاں اور غیر یقینی صورتحال کی علامت ہے ، جیسا کہ کیسلز اور ملر کے بیان کردہ ہے: ریاستیں پھسل چکی ہیں اور پورے خطے انتشار اور بربادی پر کھڑے ہیں۔ پھر بھی ، ایک ہی وقت میں جمہوری اداروں ، لبرل معاشی حکمت عملیوں اور علاقائی یکجہتی کو عالمی سطح پر عروج کا سامنا کرنا پڑا ہے 22 ، حالانکہ اب بھی اسے چیلنج کیا گیا ہے۔ اس دور کی متنازعہ نوعیت کو انسانی حقوق کے عالمی اصولوں کے جوہر میں دیکھا جاسکتا ہے۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد بہت سے ممالک میں نسلی یا مذہبی اختلافات پر مبنی متعدد چھوٹے مسلح تنازعات پھوٹ پڑے۔ ان تنازعات نے بین الاقوامی ہجرت میں اضافے اور عالمگیریت میں اضافہ کیا ہے ، جو اکثر تارکین وطن کے حقوق کی متعدد خلاف ورزیوں سے وابستہ ہیں۔ عالمگیر دنیا میں ، نقل مکانی کے دونوں عمل اور انسانی حقوق (بشمول مہاجرین کے حقوق) کے احترام کی کمی ، نے حکومت یا بین الاقوامی کنٹرول کے لئے ایک طرح کی استثنٰی پیدا کیا ہے۔ یوگوسلاویہ کا معاملہ نمایاں ہے۔ جیسا کہ کیسلز اور ملر نے نشاندہی کی: 1990 کی دہائی میں ، دنیا بے بسی سے دیکھتی رہی جبکہ یوگوسلاویہ متحارب ٹکڑے ٹکڑے میں 44 ڈھل گیا۔ شہریوں پر گولہ باری، حراستی کیمپوں اور نسلی صفائی سیاست کے آلہ کار بن گئے جب اشرافیہ نے یہ دعوی کیا کہ وہ مختلف ریاستوں کی تشکیل کے لئے جداگانہ تاریخی لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ لاکھوں افراد نے آس پاس کے ممالک میں جنگ سے پناہ مانگ لی ، جو انہیں وصول کرنے سے گریزاں تھے ، کیونکہ انہوں نے پہلے ہی ناقابل حل یورپی پناہ گزینوں کے مسائل میں اضافہ کیا تھا۔[45]

ہجرت اور عالمگیریت کے دو موضوعات اب مضبوطی سے جڑے ہوئے ہیں اور اہم تحقیقی عنوانات تشکیل دیتے ہیں۔ عام طور پر ہجرت اور خاص طور پر جبری طور پر نقل مکانی کا مطالعہ دنیا بھر میں ترقی پا رہا ہے ، مسلم اور عرب خطوں میں آج ، منتقلی کے قانون اور تارکین وطن کے حقوق اور خاص طور پر پناہ گزینوں کے قانون کو آخر کار بین الاقوامی سطح پر بہت زیادہ توجہ مل رہی ہے۔ تارکین وطن کے تحفظ سے متعلق موجودہ طرز عمل اب نئی صورتحال کے لیے موزوں نہیں ہیں اور ان پر نظر ثانی اور ان میں بہتری لانے کی ضرورت ہے۔ عام

طور پر ہجرت سے متعلق اسلامی قانون اور خاص طور پر جبری ہجرت پر پوری دنیا میں ، خاص طور پر مسلم دنیا میں ، ہجرت اور مہاجرین سے متعلق موجودہ قوانین پر نظر ثانی اور پیشرفت میں بہت مدد مل سکتی ہے۔[46]
1993 میں مہاجرین اور ان کے میزبانوں کے ساتھ سوڈان میں جو فیلڈ ورک تھا اس سے ظاہر ہوا ہے کہ اگرچہ جبری طور پر نقل مکانی سے متعلق سوڈانی قانون جدید تھا، لیکن افراد اور ریاست کا طرز عمل نیم جدید تھا اور ہجرت سے متعلق اسلامی اصولوں سے بہت متاثر ہوا تھا۔ یہ تلاش جبری ہجرت سے متعلق جدید اور اسلامی قانون کو یکجا کرنے والے ایک علاقائی (عرب یا اسلامی) قانونی آلہ کے نفاذ کی حوصلہ افزائی کر سکتی ہے ۔[47] اگر عرب اور اسلامی خطوں میں اس پر عمل درآمد کیا جاتا ہے تو یہ عبارت پوری دنیا کے لئے نمونہ ثابت ہو سکتی ہے . جیسے مہاجرین پر کچھ دوسرے علاقائی آلات نے کیا ہے۔ ان میں افریقی اتحاد میں افریقی اتحاد کی تنظیم (اب افریقی یونین) کنونشن شامل ہے جو 10 ستمبر 1969 کے افریقہ میں مہاجرین کی مشکلات کے مخصوص پہلوؤں پر حکمرانی کرتا ہے اور وسطی اور لاطینی امریکہ میں 22 نومبر 1984 کے مہاجرین سے متعلق کارٹجینا اعلامیہ شامل ہے۔ یہ علاقائی آلات مہاجرین کی حفاظت کے لئے 1951 کے مہاجر کنونشن سے زیادہ ہیں۔ ان دونوں نے پناہ گزینوں کی تعریف کو 1951 کے مہاجرین کنونشن کے آرٹیکل 1 میں شامل کیا ہے اور اس وجہ سے ان علاقوں میں مہاجرین اور پناہ گزینوں کے لئے بہتر تحفظ کی اجازت دی ہے۔[48]

نتیجہ

ہجرت قانون اور پناہ گزینوں کے تحفظ کے میدان میں اسلام کا قیمتی ورثہ بین الاقوامی برادری کے لئے ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ یہ سنجیدہ تحقیق اور تشخیص کے قابل ہے۔ ماضی میں، اسلام نے عرب اور مسلم دنیا میں داخلی اور بین الاقوامی تعلقات کو انسان دوست بنانے میں ایک بہت بڑا حصہ ڈالا۔ یہ آج بھی یہ کردار ادا کر سکتا ہے اور بین الاقوامی قوانین کی کچھ شاخوں کی انتہائی ضرورتمند انسانیت کو ترغیب دے سکتا ہے۔ لیکن مسلم دنیا میں ہونے والی پیشرفت اور دارالاسلام کو بہت ساری جدید ریاستوں میں تقسیم کرنے کی وجہ سے جدید قانون کے ذریعہ اکثریت مقدمات حل کیے جاتے ہیں اور اکثر انسانی حقوق کے اصولوں کا احترام کیے بغیر نظریہ اور عمل کے مابین خلاء بہت گہرا ہوتا ہے۔ آج مسلم دنیا اس سے اسلام، مسلمانوں، اور اسلامی قانون کے بارے میں بہت بڑی غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ 11 ستمبر 2001 کے واقعات کے بعد، اسلام اور مسلمانوں کو کبھی کبھی دہشت گردی سے جوڑا جاتا ہے، اور اس کے نتیجے میں بہت ساروں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ لیکن اسلام کا امیج اس کے اصولوں اور انسان دوست فلسفے کے حوالے سے ہونا چاہئے نہ کہ کچھ انتہا پسند اسلامی گروہوں یا مخصوص سیاسی رہنماؤں کے طرز عمل کے حوالے سے۔

حوالہ جات

[1] Bhatia R, Wallace P. Experiences of refugees and asylum seekers in general practice: a qualitative study. BMC Fam Pract. 2007; 8:48.

[2] Alkahtani S, Cherrill J, Millward C, Grayson K, Hilliam R, Sammons H, et al. Access to medicines by child refugees in the East Midlands region of England: a cross-sectional study. BMJ Open. 2014;4(12)

[3] Bischoff A, Bovier PA, Isah R, Françoise G, Ariel E, Louis L. Language barriers between nurses and asylum seekers: their impact on symptom reporting and referral. Soc Sci Med. 2003;57(3):503–12.

[4] Bischoff A, Bovier PA, Isah R, Françoise G, Ariel E, Louis L. Language barriers between nurses and asylum seekers: their impact on symptom reporting and referral. Soc Sci Med. 2003;57(3):503–12.

[5] Cheng I-H, Drillich A, Schattner P. Refugee experiences of general practice in countries of resettlement: a literature review. Br J Gen Pract J R Coll Gen Pract. 2015;65(632)

[6] Ibid

[7] Ibid

[8] Atle Grahl-Madsen, “Territorial Asylum”, in The Land Beyond: Collected Essays on Refugee Law and Policy by Atle Grahl-Madsen, ed. Gudmundur Alfredsson and Peter Macalister-Smith (Leiden: Martinus Nijhoff Publishers, 2001), 280.

[9] Ibid, referring to the definition given by the Institut de Droit International at its Bath session in 1950.

[10] (إبراهيم مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار)، المعجم الوسيط، دار الدعوة ، بيروت، ١/ ٢٨

[11] تاج العروس من جواهر القاموس، ۳۴/ ۱۹۴

[12] ایضا

[13] الزّبيدي، محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض، الملقّب بمرتضى، (المتوفى: 1205ھ-)، تاج العروس من جواهر القاموس،، دار الهداية، بيروت، ۳۴/ ۱۸۴

[14] Ibn Malik at-Ta'ie: kitab al-alfazh al-mukhtalifah fil al-ma'ani al-mu'talifah, verified by Dr. Njat Nooli , Ummul-Qura University . Makkah, 1411 AH (1991 AD), pp.34-35

[15] Andreopoulos, G. J.. "Asylum." Encyclopedia Britannica, April 13, 2018. https://www.britannica.com/topic/asylum.

[16] Dr. Ahmed Abou El-Wafa: al-himayah ad-dawliyya li-hoqooq al-insan, Dar an-Nahdha al-”Arabiyya, Cairo, 2008 (1428 AH), 3rd ed., pp.53-62.

[17] https://www.dictionary.com/browse/political-refugee

[18] https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/political-asylum

[19] https://definitions.uslegal.com/p/political-asylum/

[20] Russian vigilantes targeting gay men, CNN, January 17, 2014

[21] Guy S. Goodwin-Gill and Jane McAdam, The Refugee in International Law (Oxford: Oxford University Press, 2007), 1

[22] کے ایل۔ مداد، "اسلام، یہودیت اور عیسائیت میں پناہ"، افریقہ لیگل ایڈ سہ ماہی، جنوری، مارچ، 1998 کے ایل ایلماڈ، روایتی مسلمین"، اسلامی قانون سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ اور بین الاقوامی قانون، انٹرنیشنل لا ایسوسی ایشن، 2000 کی 69 ویں کانفرنس کے ایل۔ مداد، "زبردستی ہجرت سے متعلق عرب کنونشن: مطلوبیت اور امکانات"، انٹ جے ریفیوجی لاء، جلد، جلد۔ 3، نمبر 3، 1991، 461–81 اور کے ایلماڈاد، آسیل ایٹ ریفگیسی ڈانس لیس ادائیگی عربوں، کاسابلانکا، ایڈیف، 2002، 64–92۔

[23] K. Elmadmad, “Asylum in Islam, Judaism and Christianity”, Africa Legal Aid Quarterly, Jan-March, 1998, 26–9

[24] K. Elmadmad, “L’asile et les re´fugie´s dans la tradition musulmane”, Report of the Committee on Islamic Law and International Law, 69th Conference of the International Law Association, 2000.

[25] Convention on Forced Migration: Desirability and Possibilities”, Int J Refugee Law, Vol. 3, No. 3, 1991, 461–81

[26]Quran 4:100 (Surah Al-Nisa)

[27] Quran 5:34 (Surah Al-Ma’idah)

[28] Quran 14:35–36 (Surah Ibrahim) and 2:125 (Surah Al-Baqar

[29] “Asylum in Sharia and in International Law”, in M. C. Bassiouni, et al. (eds.), Human Rights: Practical Studies on the Arab World, Vol.2

[31] “The Human Rights of Refugees with Special Reference to Muslim Refugee Women”, in D. Indra (ed.), Engendering Forced Migration:

[32] Ibid. and K. Elmadmad, Asile et Re´fugie´s dans les pays afro-arabes, op. cit. 3.

[33] “Les re´fugie´s et les apatrides au Maroc: Des e´trangers pas comme les autres”, in Regards Croise´s , sur le Maroc, Mekhne`s, Universite´ Moulay Ismail, 2001,

[35] See the websites of UNHCR at www.unhcr.org and the International Committee of the Red Cross at. www.icrc.org.

[36] Organization of the Islamic Conference, OIC Statement on the Issue of Muslim Refugees and Displaced Persons, , Geneva, 30 Sept. to 4 Oct. 2002.

[38] UNHCR, Les re´fugie´s dans le monde 2000: Cinquante ans d’action humanitaire, Paris, Editions Autrement, 2000, 311–13 and 316–19.

[39] K. Elmadmad, “Asylum in Past and Present Morocco”, J Soc Moroccan Studies, Vol. 2, 1992, 29–34

[40] International Refugee Rights Initiative, “Anywhere But Here: Refugee Processing Centers in Libya”, Refugee, Rights News, Vol. 1, Issue 1, Oct. 2004

[41]www.refugeesinternational.org (last visited 4 Feb. 2008)

[42] K. Elmadmad, “Les re´fugie´s et les apatrides au Maroc: Des e´trangers pas comme les autres”, op. cit. 10

[43] The Age of Migration: International Population Movements in the Modern World, 2nd edn, New York, Palgrave Publishers Ltd, 1998, 112.

[45] Ibid., 3.Ibid., 1.,Ibid., 111. ,

[46] International Organization for Migration (IOM) and the League of Arab States, Arab Migration in , Globalized World, Geneva, IOM Publications, 2004

[47] K. Elmadmad, "How Could Islamic Law Contribute to the Development of the Present International Law?", in Jordan University and Konrad Adenauer Stiftung (eds)

[48] K. Elmadmad, Asile et Re´fugie´s dans les pays afro-arabes, op. cit. 3, 113–21, 132–34